روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۰۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | ہفتہ یکم ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ، ۱۲ اخاء ۱۳۷۰ ہش، ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخلصین پر شیطان تسلّط نہیں پاسکتا

"ایک بہت گہرے فلسفے اور حکمت کی بات جسے (صاحب ایمان) کو سمجھ لینا چاہیئے کہ شیطان کا کسی پر بھی کوئی تسلّط نہیں ہے۔ جن کو خدا مخلص کر دے ان پر تو اس کے تسلّط کا سوال ہی نہیں، دوسرے جو بندے ہیں ان میں سے وہ جو ٹیڑھے ہوں وہی شیطان کو دعوت دیتے ہیں۔ جن کے نفس میں کجی نہ ہو اُن پر شیطان کو غلبہ نہیں مل سکتا"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلّی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے، مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حِصّہ نہ ہو ورنہ شرک خُدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حِصّہ شیطان کا ہو تو خُدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دُکھ آتا ہے وہ مصلحتِ الٰہی سے آتا ہے، ورنہ ساری دُنیا اکٹھی ہو جائے، تو ان کو ایک ذرّہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی؛ چونکہ وہ دُنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اُٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں؛ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردّد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبضِ رُوح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے، مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دُکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود ان کے لئے نیکی ہے، کیونکہ اُن کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۱۱، ۵۱۲)

"تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بیٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس اُلٹا اس کے مُنہ پر مارتا ہے۔ متّقی ہونا مشکل ہے مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تُو نے قلم چرایا ہے تو تُو کیوں غصّہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہُوا کہ رو بحق نہ تھا جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متّقی نہیں بنتا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۱۲)

دُعا ہی تمام کامیابیوں کی جڑ ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"دُعا سے لوگ غافل ہیں۔ حالانکہ دعا ہی تمام کامیابیوں کی جڑ ہے۔ دیکھو قرآن شریف کی ابتداء بھی دعا ہی سے ہوتی ہے۔ انسان بہت دعائیں کرنے سے منعم علیہ بن جاتا ہے۔ دکھی ہے تو شفا ہو جاتی ہے۔ غریب ہے تو دولتمند۔ مقدمات میں گرفتار ہے تو فتح یاب بے اولاد ہے تو اولاد والا ہو جاتا ہے نماز روزہ سے غافل ہو تو اسے ایسا دل دیا جاتا ہے کہ خدا کی محبت میں مستغرق رہے۔ اگر کسل ہے تو اسے وہ ہمت دی جاتی ہے جس سے بلند پروازی کر سکے۔ کاہلی سستی ہے تو اس سے یہ بھی دور ہو جاتی ہے۔ غرض ہر مرض کی دوا ہر مشکل کی مشکل کشا ہی دعا ہے اسباب کو مہیا نہ کر سکنا یہ عجز ہے اور مہیّا شدہ اسباب سے کام نہ لینا یہ کسل ہے۔ اس کے لئے دعا سکھلائی گئی۔ (اے اللہ میں عجز اور کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں) جب انسان منعم بن جائے اور اسے آسودگی ملے بلحاظ اپنے مال کے اپنی قوت کے اپنی اولاد

باقی صٓ پر

نتائج سالانہ مقالہ نویسی خدام الاحمدیہ

۱۹۹۱ء

اوّل: محمد شکر اللہ صاحب ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔
دوم: محمد منیر احمد صاحب شمس شور کوٹ ضلع جھنگ۔
سوم: عظمت حسین شہزاد صاحب پیپلز کالونی فیصل آباد

نیز مندرجہ ذیل مقالہ نگاروں نے اعلیٰ نمبر حاصل کئے ہیں۔

۱۔ احمد طاہر مرزا صاحب۔ ربوہ
۲۔ اشفاق احمد صاحب مغل پورہ لاہور۔
۳۔ مجیب احمد صاحب فرخ سلطان پورہ لاہور
۴۔ عبدالرشید ثانی صاحب۔ ربوہ

مہتمم تعلیم

درخواستِ دُعا

مکرم محمد سلیم صاحب آف چرغہ ہاؤس فالج کے حملہ کے باعث صاحبِ فراش ہیں اور فضلِ عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے موصوف کی جلد اور کامل شفا کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مکرم اشتر علی طیّب صاحب کو اپنے فضل سے مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۱ء بروز جمعہ نو سال کے بعد دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بچے کا نام آصف احمد عطا فرمایا ہے۔ بچّہ وقفِ نَو میں بھی شامل ہے۔ نومولود چوہدری منور علی صاحب ساکن چوہدری والا ضلع فیصل آباد کا پوتا اور چوہدری غلام قادر صاحب محلہ دارالبرکات ربوہ کا نواسہ ہے۔

احباب کرام سے بچے کی درازیٔ عمر اور خوش بختی کے لئے درخواست دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ر اخاء ۱۳۷۰ہش ۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۱ء

مستقل لذّت

کون چاہے گا کہ اس کی کامیابی عارضی ہو۔ یعنی پہلے اسے کامیاب قرار دے دیا جائے اور پھر ناکام۔ یا یہ کہ اس کی کامیابی سے جو اسے خوشی حاصل ہوئی ہے وہ اتنی عارضی ہو کہ وہ اسے ڈھونڈتا ہی رہ جائے۔ اِدھر اُدھر ہاتھ مارے کہ کامیابی گئی کہاں۔ جن لوگوں کے ساتھ یہ کیفیّت ہوتی ہے وہ بعض اوقات اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ پاگل ہو جاتے ہیں اور اس طرح کامیابی اور ناکامی سے بالکل بے نیاز۔ کیونکہ انہیں دُنیا و ما فیہا کا کوئی احساس نہیں رہتا۔

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ بعض باتوں کی خوشی ہوتی ہی عارضی ہے لیکن یہ بات تو انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ عارضی خوشی والی بات اختیار کرے یا مستقل خوشی والی۔ عارضی خوشی والی بات کسی کا ظلّ تو ہو سکتی ہے لیکن اصل نہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"بعض اشیاء میں نہاں در نہاں ایک ظلّ اصلی شَے کا آجاتا ہے وہ شَے طفیلی طور پر کچھ حاصل کر لیتی ہے مثلاً راگ اور خوش الحانی، لیکن دراصل سچّی لذّت اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کسی شَے میں نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے محبت کرنے والے آخر اپنی حالت سے توبہ کرتے اور گھبرانے اور اضطراب دکھاتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار سزا کے وقت اور پھانسی کے وقت اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دیئے جائیں، مارے جائیں، قتل کئے جائیں، وہ ذرہ جنبش نہیں کھاتے"

پس اوّل تو یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ لذّت عارضی بھی ہے اور مستقل بھی۔ جو چیزیں آنی جانی ہیں ان کی لذت بہرحال آنی جانی ہی ہوگی۔ آج ہے تو کل نہیں ہے۔ جب ہے تو سرور کا باعث اور جب نہیں ہے تو پشیمانی پیدا کرتی ہے۔ جہاں تک مستقل لذّت کے حصول کا تعلق ہے وہ تو مستقل رہنے والے ہی سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اسی کے ساتھ تعلق سے جو لذّت حاصل ہوتی ہے وہ ختم نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ انسان پر اس لذّت کے سلسلہ میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا کہ وہ پشیمان ہو جائے کہ اب وہ لذّت کہاں گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مستقل لذات کے ساتھ سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

زندگی اور موت تیرے ہاتھ ہے
درمیانی فاصلے کا کچھ پتا
ہے مجھے بھی اس پہ کوئی اختیار
یا چلا جاتا ہوں مَیں باندھا ہوُا

—— ابوالاقبال

○

جس شوقِ فراواں سے تری رہ میں رواں ہے
لگتا ہے کہ دل آپ ہی منزل کا نشاں ہے

تُو ڈھونڈنے نکلے تو ہر اک رہ تری ساتھی
مَیں ڈھونڈنے نکلوں تو ہر اک راہ گراں ہے

کس ہاتھ پہ آتے ہیں نظر خون کے دھبّے
کس شخص کی گردن پہ جھپٹنے کا نشاں ہے

پیمانے وفا کے تو بدلتے نہیں دیکھے
وہ دوست ہے کیسا جو ترا دشمنِ جاں ہے

دیکھو تو بہاروں کے جَلو میں ہے خزاں بھی
پَت جھڑ کے سلیقے پہ بہاروں کا گماں ہے

جو کچھ بھی ہُوں، مَیں تو نظر آتا ہوں سبھی کو
سب کچھ ہے، مگر تُو مری نظروں سے نہاں ہے

دُوری کا بھی احساس ہے دُوری کا تکلّف
تُو خود ہی بتا دے کہ یہاں ہے کہ وہاں ہے

کہتے ہیں غلط کام سے بچ جاتے ہیں وہ لوگ
جن لوگوں پہ احساسِ محبت نگراں ہے

اے گردشِ دوراں مرے ہمراہ چلی چل
تُو تو مری دھڑکن ہے، مری رُوحِ رواں ہے

غم ہے یہ ستاروں کو کہ آنسو نہ بنے وہ
اے دل ترا افلاک سے کیا رشتۂ جاں ہے

خوش رہتا ہے ہر ایک اسیرِ رہِ مولا
تُو ہے کہ نسیمؔ ان کے لئے گریہ کناں ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خالی امن کی خواہش امن پیدا نہیں کر دیا کرتی کیونکہ بالعموم امن کی خواہش اپنے لئے ہوتی ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں ہوتی چنانچہ جب لوگ کہتے ہیں کہ دولت بڑی اچھی چیز ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ دشمن کی دولت بھی اچھی چیز ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے لئے اور میرے دوستوں کے لئے دولت بڑی اچھی چیز ہے اور جب وہ کہتے ہیں صحت بڑی اچھی چیز ہے تو اس کے معنی بھی یہ نہیں ہوتے کہ میرے دشمن کی صحت اچھی چیز ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے لئے صحت بڑی اچھی چیز ہے۔ ورنہ دشمن کے متعلق تو انسان یہی چاہتا ہے کہ وہ نادار اور کمزور ہو۔ اسی طرح جب لوگ عزت و رتبہ کے متمنی ہوتے ہیں تو ہر شخص کے لئے نہیں بلکہ محض اپنے لئے۔ پس جب دنیا کا یہ حال ہے تو خالی امن کی خواہش بھی فساد کا موجب ہو سکتی ہے کیونکہ جو لوگ بھی امن کے متمنی ہیں وہ اس رنگ میں امن کے متمنی ہیں کہ صرف انہیں اور ان کی قوم کو امن حاصل رہے ورنہ دشمن کے لئے وہ یہی چاہتے ہیں کہ اس کے امن کو مٹا دیں۔ اب اگر اسی اصل کو رائج کر دیا جائے تو دنیا میں جو بھی امن قائم ہوگا۔ وہ چند لوگوں کا امن ہوگا۔ ساری دنیا کا نہیں ہوگا اور جو ساری دنیا کا امن نہ ہو وہ حقیقی امن نہیں کہلا سکتا۔ حقیقی امن تبھی پیدا ہو سکتا ہے جب انسان کو یہ معلوم ہو کہ میرے اوپر ایک بالا ہستی ہے جو میرے لئے ہی امن نہیں چاہتی بلکہ سارے ملکوں کے لئے امن چاہتی ہے اور اگر میں صرف اپنے لئے یا صرف اپنی قوم کے لئے یا صرف اپنے ملک کے لئے امن کا متمنی ہوں تو اس صورت میں مجھے اس کی مدد، اس کی نصرت اور اس کی خوشنودی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب یہ عقیدہ دنیا میں رائج ہو جائے تبھی امن قائم ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ پس (مالک ہے)، قدوس ہے، سلام ہے، کہہ کر قرآن کریم نے انسانی ارادوں کو پاک و صاف کر دیا۔ اور یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ جب تک ارادے درست نہ ہوں اس وقت تک کام بھی درست نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں اس وقت جتنے فساد اور لڑائیاں ہیں۔ سب اسی وجہ سے ہیں کہ انسانوں کے ارادے صاف نہیں۔ وہ منہ سے جو باتیں کرتے ہیں ان کے مطابق ان کی خواہشات نہیں۔ اور ان کی خواہشات کے مطابق ان کے اقوال اور افعال نہیں آج سب دنیا کہتی ہے کہ لڑائی بری چیز ہے لیکن اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر ہمارے خلاف کوئی لڑے تو یہ بری بات ہے لیکن اگر ان کی طرف سے جنگ کی ابتدا ہو تو یہ کوئی بری بات نہیں سمجھی جاتی۔ اور یہ نقص اسی وجہ سے ہے کہ لوگوں کی نظر ایک ایسی ہستی پر نہیں جو سلام ہے۔ وہ سمجھتے ہیں جہاں تک ہمارا فائدہ ہے ہم ان باتوں پر عمل کریں گے۔ مگر جب ہمارے مفاد کے خلاف کوئی بات آئے گی تو اسے رد کر دیں گے مگر قرآن کریم میں جو خدا تعالیٰ کے نام بتلائے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کا خدا ہے۔ کسی ایک کا نہیں۔ اور یہی عقیدہ حقیقی امن کی طرف دنیا کو لا سکتا ہے کہ دنیا کا ایک خدا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ سب لوگ امن سے رہیں جب امن وہی ہوتا ہے جو ایسی صورت میں حاصل ہمارا یہ عقیدہ ہوگا تو اس وقت ہماری خواہشات خود غرضی پر مبنی نہیں ہوں گی۔ بلکہ دنیا کو عام نفع پہنچانے والی ہوں گی۔ اس وقت ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ فلاں بات کا ہمیں فائدہ پہنچتا ہے یا نقصان۔ بلکہ ہم یہ دیکھیں گے کہ ساری دنیا پر اس کا کیا اثر ہے۔ یوں تو دنیا ہمیشہ اپنے فائدہ کے لئے دوسروں کے امن کو برباد کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس عقیدہ کے ماتحت ایسا کرنے کی جرأت اس میں نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ سمجھے گی کہ اگر میں نے ایسا کیا تو ایک بالا ہستی مجھے کچل کو رکھ دے گی جیسے ایک بچہ دوسرے کا کھلونا چھین لیتا ہے تو وہ اپنے لئے امن حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دوسرے کا امن چھینا جاتا ہے اور ایک تو خوش ہو رہا ہوتا ہے۔ اور دوسرا رو رہا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا تم سمجھتے ہو کہ ماں باپ یا استاد اگر وہاں موجود ہوں تو وہ اس کھیل کو جاری رہنے دیں گے، وہ کبھی اس کو برداشت نہیں کریں گے بلکہ جس بچہ نے کھلونا چھینا ہوگا۔ اس کا کھلونا واپس لے کر اس کے اصل مالک کو دے دیں گے اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تب بچہ سمجھتا ہے کہ وہ امن جو دوسرے کے امن کو برباد کر کے حاصل کیا جاتا ہے وہ کبھی قائم رہنے والا نہیں ہوتا۔ حقیقی ہو جب کہ کسی کے حق کو تلف نہ کیا گیا ہو۔ غرض حقیقی امن اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک ایک بالا ہستی تسلیم نہ کی جائے اور یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ امن دینے والا ہے صرف دینِ حق ہی نے پیش کیا ہے

* * *

ایک اور مشکل جو بسا اوقات کمزور انسان کے قدم کو ڈگمگا دیتی ہے اور اسے اپنے آپ کو قربانیوں کی آگ میں جھونکنے سے روکتی ہے وہ مالی مشکلات ہیں۔ ایک طرف دنیا اپنے پورے حسن کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کا دین اسے آواز دے رہا ہوتا ہے کہ آؤ اور میری مدد کرو۔ وہ دنیا کی طرف جھانکتا ہے تو وہ اسے مال و دولت اور زیب و زینت کے ساتھ آراستہ و پیراستہ نظر آتی ہے اور دین کی طرف دیکھتا ہے تو وہاں اسے روپوؤں کی جھنکار سنائی نہیں دیتی۔ یہ دیکھ کر ایک کمزور انسان کا دل دہل جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے میں خدا کے لئے اپنی زندگی کو کس طرح وقف کروں میں نے خدا کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تو میں بھوکا مر جاؤں گا۔ میرے بیوی بچے کیا کھائیں گے۔ ہم اپنا معیار زندگی کس طرح قائم رکھ سکیں گے۔ اور اگر یہ لالچ اس کے دل میں غالب آجاتی ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اشرف المخلوق ہو کر زمین و آسمان کے خدا پر کتنی بدظنی کر رہے ہو۔ تم زمین کے چرندوں اور جنگل کے درندوں اور ہوا کے پرندوں کو دیکھو کیا تم ان کے لئے رزق مہیا کرتے ہو۔ یا خدا ان کو رزق پہنچا رہا ہے اگر تم کائنات عالم کے اربوں ارب کیڑے مکوڑوں اور جانداروں کے سامان معیشت پر ہی غور کرو تو تمہاری عقل دنگ رہ جائے اور تم پر علم و معرفت کا ایک نیا باب کھل جائے دنیا علمی لحاظ سے بڑی بھاری ترقی کر چکی ہے۔ مگر ابھی تک وہ یہ نہیں معلوم کر سکی کہ ان ان گنت جانوروں کے لئے کس طرح غذا مہیا ہوتی ہے ایک موٹی تقسیم تو یہی ہے کہ کھیتی میں دانے پیدا ہوتے ہیں تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ جانوروں کے لئے بھوسہ بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح کانٹے دار جھاڑیاں اور درخت اونٹوں وغیرہ کی غذا ہیں۔ تو نجاست بھیڑوں کے کام آجاتی ہے۔ مگر کروڑوں کروڑ جانور جو سمندروں اور دریاؤں میں رہتے ہیں یا غاروں میں بستے ہیں یا درختوں کی چوٹیوں پر بسیرا کرتے ہیں یا ہواؤں میں اڑتے ہیں یا خون کے ایک ایک قطرہ میں خوردبین سے دکھائی دیتے ہیں ان سب کو کون رزق دے رہا ہے۔ کون سی سوسائٹی یا انجمن یا حکومت ہے جو ان کا بجٹ تیار کرتی اور انہیں تنخواہیں تقسیم کرتی ہے۔ یہ خدا ہی ہے جو اتنا بڑا کارخانہ چلا رہا ہے۔ اور ان اربوں ارب جانوروں کو رزق مہیا کر رہا ہے پھر انسان کیسا نادان ہے کہ جب اسے کہا جاتا ہے کہ آؤ خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرو تو وہ کہتا ہے۔ میں آؤں تو سہی مگر میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آگیا تو کھاؤں گا کہاں سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کائنات عالم کی اتنی بڑی مخلوق کو رزق پہنچا رہا ہوں۔ تو اگر تم میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آئے تو کیا میں تمہیں بھوکا مرنے دوں گا۔ فرمایا اس بدظنی کو اپنے دل سے نکال دو تمہارا خدا سمیع اور علیم ہے اگر تم سچے دل سے خدا تعالیٰ کو پکارو گے تو تم اس وجہ سے کہ وہ تمہارے حالات کو جانتا ہے وہ تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا۔ اور تمہیں ہر قسم کی مشکلات سے نجات دے گا۔ پس ان وساوس میں اپنی زندگی مت بسر کرو بلکہ نڈر اور بہادر بن کر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھو۔

فرماتا ہے جب فرعون نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کا یہ پیغام سنا تو نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا۔ اے موسیٰ! وہ دن بھول گئے جب ہم تجھے پالا کرتے تھے اور جبکہ تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہم میں گذارے اب تجھے بھی باتیں کرنی آگئی ہیں۔ اور تو جو ہمارے ٹکڑوں پر پلا ہے اب ہمیں ہی نصیحت کرنے کے لئے آگیا ہے۔ یہ الفاظ اس نے موسیٰؑ کی تحقیر کے لئے اسی طرح کہے جس طرح فقیہوں اور فریسیوں نے جب مسیح کو کوچوں اور بازاروں میں تبلیغ کرتے اور خدائے واحد کا نام بلند کرتے دیکھا تو انہوں نے کہا۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو ـــــ یوسف سہیل شوق

لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ ڈاکٹر محمود الحسن ایمن آبادی

سے چند باتیں

ہمارے جماعتی لٹریچر میں ایک نام بڑی دیر سے پڑھنے میں آرہا ہے۔ انکی خوبصورت شاعری اکثر دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ نام ہے محمود الحسن ایمن آبادی کا۔ اور اس نام کا تعارف جس سے بہت سے لوگ حال ہی کے چند سالوں میں باخبر ہوئے ہیں یہ ہے کہ آپ پاک فوج کے ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل ہیں۔ تینوں مسلح افواج کے مشترکہ سرجری کے سب سے اعلیٰ ادارے کے سربراہ یعنی ڈائریکٹر جنرل سرجری افواج پاکستان رہے ہیں۔ بحیثیت شاعر چار مجموعے شائع ہو کر اہل نظر سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

محترم ڈاکٹر محمود الحسن ایمن آبادی ۱۹۲۵ء کی ۱۷ر جولائی کو ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم شیخ محمد سعید صاحب آرمی کے سپلائی ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھے۔

جنرل محمود الحسن نے ۱۹۴۷ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس پاس کیا۔ اس کے بعد پنجاب سے ایم ایس کی ڈگری ۱۹۵۵ء میں حاصل کی۔ ۱۹۶۲ء میں انگلینڈ سے ایف آر سی ایس کیا۔ اور اس کے بعد امریکہ اور برطانیہ میں سرجری و طب کے کئی کورسز میں شمولیت کی۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز میو ہسپتال لاہور سے کیا۔ جہاں آپ قریباً ڈیڑھ سال رہے۔ دسمبر ۱۹۴۸ء میں فوج میں کمیشن لیا۔ فوجی سروس کے دوران لاہور راولپنڈی کراچی کے علاوہ آزاد کشمیر اور ڈیرہ نواب میں بھی رہے۔ ۱۹۷۹ء میں آپ کو میجر جنرل کے عہدے پر ترقی ملی۔ چند سال بعد آپ لیفٹیننٹ جنرل ہوئے اور مسلح افواج کے ڈائریکٹر جنرل آف سرجری کے طور پر اعلےٰ ترین مقام پایا۔ ۱۹۸۸ء میں فوجی سروس سے ریٹائر ہوئے۔ آج کل کوثر نرسنگ ہوم راولپنڈی میں وزٹنگ سرجن کے طور پر وقت دے رہے ہیں۔

فوجی سروس کے دوران آپ کی شاندار کارکردگی کے پیش نظر آپ کو متعدد ایوارڈز ملے۔ ان میں ۱۹۶۵ء میں تمغۂ امتیاز، اس کے بعد ستارہ امتیاز، ستارہ بسالت اور پھر اعلےٰ خدمات کا اعلےٰ ترین ایوارڈ ہلال امتیاز بھی آپ کو عطا کیا گیا۔ پاک آرمی میں آپ کا وجود بہترین سرجن کی علامت تھا۔ اور آپ کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں اور مہارت کا ایک زمانہ معترف تھا۔

"جناب جنرل صاحب فرمائیے کہ آپ کی شاعری کب شروع ہوئی"۔ ہمارے اس سوال سے گفتگو کا رخ فوج کی جرنیلی سے ادب کی طرف مڑ گیا۔ محترم جنرل صاحب نے کہا کہ میری پہلی نظم نویں جماعت میں شائع ہوئی یہ ۱۹۳۹ء کی بات ہے رسالہ تھا ہمارے سکول کا میگزین جس کا نام "مشرق" تھا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ شہباز، احسان، پیام، حمایت اسلام وغیرہ میں شائع ہوتی رہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب ایک مخلص احمدی گھرانے کے فرد ہیں اس لئے ہمیں کوئی تعجب نہ ہوا۔ جب انہوں نے بتایا کہ ابتداء ہی سے میرا زیادہ تر رجحان دینی شاعری کی طرف رہا۔ اگرچہ غزل کہنے کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔ اسی طرح حالاتِ حاضرہ پر بھی کئی نظمیں لکھیں۔

جنرل صاحب کا پہلا مجموعۂ کلام ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔ اس کا نام تھا آتش نوبہار۔ شاعری کے آغاز سے چالیس سال کے بعد پہلا مجموعہ چھپنا اگرچہ خاصی تاخیر کے ساتھ تھا لیکن آپ نے اس کی تلافی یوں کی کہ قریباً دس سال کے عرصے میں پہلے مجموعے کو شامل کر کے چار مجموعے شائع کر ڈالے۔ ان کے نام ہیں سرودِ جاوداں، درد و درماں، شہد ستم۔ اور پانچواں مجموعہ جو زیر ترتیب ہے وہ ہے "نوائے دروں"

جنرل صاحب نے شاعری کے بارے میں اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرے خیال میں انسانی احساسات جب مترنم رنگ میں ڈھلتے ہیں تو اسے شاعری کہا جاتا ہے۔ اور یہ شاعری سوچ سمجھ کر تو کی نہیں جاتی یہ تو انسانی جذبات و احساسات کا ایک بے ساختہ اظہار ہے۔

انہوں نے کہا کہ جب میرے دل پر کوئی بات یا واقعہ اثر ڈالتا ہے تو میں شعر کہتا ہوں۔ عموماً چونکہ میری زندگی پیشہ وارانہ طور پر بہت مصروف گذری ہے۔ اس لئے مجھے اکثر سفر میں شعر کہنے کا موقع ملتا ہے۔ یا اگر کبھی صبح بہت جلد نیند کھل جائے تو طبیعت شعر کہنے کی طرف راغب ہو جاتی ہے۔

"جناب ڈاکٹر صاحب! یہ فرمائیے کہ کیا کوئی مریض بھی ایسا ملا ہے جس سے آپ کو شعر کہنے کی تحریک ہوئی ہو"۔ ہمارے اس سوال پر ڈاکٹر صاحب موصوف بولے ہاں! ایسا ہوتا ہے۔ جب کوئی ناامید مریض دیکھتا ہوں تو دل پر خاص اثر ہوتا ہے۔ ایسے میں میں مریض کو بھی تسلّی دلاتا ہوں اور اگر وہ خود بھی ناامیدی کا اظہار کرے تو اسے بتاتا ہوں کہ یہ طرز فکر درست نہیں ان کو بتایا جاتا ہے کہ ڈاکٹر کا علم تو محدود ہے۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر سمجھتا ہے کہ یہ مریض آج کا دن نہیں نکال سکے گا لیکن وہ تھوڑے دنوں کے بعد صحت یاب ہو کر گھر بھی چلا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی مریض کے بارے میں کوئی وہم بھی نہیں ہوتا کہ یہ موت کے کنارے پر کھڑا ہے اور صبح آکر ڈاکٹر اسے دیکھتے ہیں تو اس کا بیڈ خالی ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی کو مریض چل بسا ہے۔ ان باتوں کے بیان سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی بالا ہستی ایسی ہے جس کے ہاتھ میں تقدیر کی طنابیں پکڑی ہوئی ہیں اسی سے رجوع کرنا چاہیئے۔

ڈاکٹروں کی دنیا میں ہماری جماعت کے ایک نامور اور عارف باللہ بزرگ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے تجرباتِ زندگی "آپ بیتی" کے نام سے بہت معروف ہیں۔ اسی کے پیشِ نظر ہم نے جناب ڈاکٹر محمود الحسن صاحب سے سوال کیا کہ کیا آپ کو کبھی خیال آیا کہ اپنے ڈاکٹری تجربات کو نثر کی صورت میں بھی تحریر کیا جائے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب موصوف فرمانے لگے کہ میرا خیال ہے کہ جب ACTIVE سرجری کو ختم کیا جائے تو اس طرف توجہ کی جائے۔ میرے پاس اس ضمن میں ایسے واقعات اتنی تعداد میں موجود ہیں کہ ان سے ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

محترم جنرل صاحب نے بتایا کہ ان کو نثر لکھنے کا ابھی تک زیادہ موقعہ نہیں ملا۔ تاہم صحت کے موضوع پر بعض مضامین جناب احمد ندیم قاسمی کی فرمائش پر لکھے تھے۔

ہمارا آخری سوال یہ تھا کہ آپ ایک بے حد مصروف ڈاکٹر ہیں۔ جب کہ شعر کہنا فارغ وقت اور فارغ ذہن کا تقاضا کرتا ہے۔ اس پر یہ کہ پیشہ کے لحاظ سے آپ سرجن ہیں جب کہ شاعری آپ کا فن ہے۔ ان باتوں میں آپ کس طرح تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر جنرل محمود الحسن صاحب ایمن آبادی نے فرمایا کہ اس کا جواب میں شعر ہی میں دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

ع کچھ تو علاجِ روح بھی ہو جسم و جاں کے ساتھ
نشتر کے ساتھ ساتھ ہی فکرِ سخن چلے

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینجر)

ہماری تاریخ

فسادات ۱۹۴۷ء میں مندرجہ ذیل مخلص احمدی قادیان اور اس کے ماحول سے گرفتار کئے گئے تھے۔ حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے (ممبر پنجاب اسمبلی) میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ بی۔ اے ایل ایل بی۔ مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم (سابق مربی برما) مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب (محتسب امور عامہ) مکرم چوہدری علی اکبر صاحب رئیس ماڑی بچیاں۔ مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب کوٹلہ صوبا سنگھ۔ ڈاکٹر سلطان علی صاحب آف ماڑی بچیاں وغیرہم

ان احباب کو گورداسپور اور جالندھر جیل میں قید و بند کے انسانیت سوز مظالم برداشت کرنے پڑے۔ افسرانِ جیل کا ارادہ انہیں مروا دینے کا تھا اور اس غرض کے لئے سکھ بھی مقرر کئے جا چکے تھے امام جماعت الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کو خواب میں دکھایا گیا کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب آئے ہیں اور میرے پاس آکر ساتھ بیٹھ گئے ہیں۔ دوسری طرف خود حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور دوسرے اصحاب کو عالم رویا میں رہائی کی بشارتیں دی گئیں۔ چنانچہ ان مبشر خوابوں کے عین مطابق یہ حضرات بین المملکتی معاہدے کی بنا پر ۸ر اپریل ۱۹۴۸ء کو جالندھر جیل سے لاہور کی سنٹرل جیل میں منتقل کئے گئے۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال لاہور پہنچتے ہی اور دوسرے حضرات دس اپریل ۱۹۴۸ء کو ضمانت پر رہا کر دئے گئے۔

احمدی اسیران کال کوٹھڑیوں اور آہنی سلاخوں میں بھی پوری جرأت اور ایمانی شان سے دعوت الی اللہ میں برابر مصروف رہے۔ اور ۵۴ نفوس کو حلقہ بگوش احمدیت کرنے کا موجب بنے۔ جن میں سے ۳۶ نئے احمدی بھائیوں کی رہائی دس اپریل کو عمل میں آگئی۔ احمدی قیدیوں کے اعزاز میں نہ صرف پاکستان میں پر مسرت تقاریب منعقد کی گئیں بلکہ ۲۳ اپریل کو قادیان کے درویشوں نے بھی بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

میں خود کسی کھیل کا کھلاڑی نہیں ہوں اور نہ ہی میدان میں جا کر کھیلیں دیکھنے کا کبھی شوق پیدا ہوا ہے۔ زندگی میں کبھی اتنی فرصت بھی نہیں ملی۔ حتیٰ کہ سیرالیون میں ہمارے مشن کے سامنے ہی تھوڑے سے فاصلے پر۔ چینیوں نے ایک سٹیڈیم بنا کر سیرالیون کی حکومت کو تحفہ دیا تھا۔ میرے ساتھی اس سٹیڈیم میں کھیلیں دیکھنے جاتے تھے لیکن مجھے کبھی ایک دفعہ بھی اس سٹیڈیم میں جانے کا موقع نہ ملا۔

ایک آدھ دفعہ مکرم مبارک احمد ساقی کے ساتھ نائیجیریا میں فٹ بال کا میچ دیکھنے ضرور گیا تھا۔ اور وہاں کی ایک دلچسپی آج تک نہیں بھولی۔ وہ یہ کہ ہم گیلری میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میچ بڑی تیزی سے ہو رہا تھا۔ اور لوگ اچھل اچھل کو داد دے رہے تھے۔ بعض اوقات جب کوئی کھیلنے والا فٹ بال کو کک لگاتا تھا تو گیلری پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی دائیں ٹانگ خود بخود ہوا میں لہرا جاتی تھی۔ گویا وہ بھی کک لگا رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے جو لوگ بیٹھے تھے ان میں سے ایک نے اس طرح اپنی ٹانگ کو لہرایا تو وہ سیدھی مبارک ساقی صاحب کی کمر میں آ کر لگی اور چونکہ ایسا بالکل اچانک ہوا۔ ساقی صاحب منہ کے بل اگلے آدمی پر جا گرے۔

فری ٹاؤن میں مشن ہاؤس کے بالکل قریب ایک دو پلاٹ چھوڑ کر چینیوں نے سیرالیونیوں کے لئے ایک نہایت خوبصورت سٹیڈیم بنایا تھا۔ میرے ساتھی کئی دفعہ یہاں میچ دیکھنے گئے۔ لیکن مجھے کبھی اس بات کی فرصت نہ ملی اور نہ شوق پیدا ہوا کہ اس سٹیڈیم کو اندر سے جا کر دیکھوں یا اس میں کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہو تو اسے دیکھوں۔ مقصد یہ ساری بات کہنے کا یہ ہے کہ کھیلوں کو میدان میں جا کر دیکھنے کی نہ کبھی فرصت ملی ہے نہ اس کا زیادہ شوق ہے۔ لیکن اس کے باوجود کھلاڑیوں سے ملنے کا ہمیشہ شوق رہا اور وہ اس لئے کہ تعلیم کے دوران آغاز ہی میں یہ بات پڑھی تھی کہ

A SOUND MIND IN A SOUND BODY.

کہ جسمانی صحت اچھی ہو تو ذہن بھی اچھا ہوتا ہے۔ جسمانی صحت کے اچھا ہونے کا ثبوت تو صاف نظر آ جاتا ہے لیکن ہمیشہ یہ شوق رہا کہ جن لوگوں کی واقعی جسمانی صحت بہت اچھی ہے اور وہ کھیلوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ چند لمحے بیٹھ کر گفتگو کرنے کا ضرور لطف آئے گا۔ کیونکہ ان کے صحت مند جسموں میں صحت مند ذہن ہوں گے اور وہ گفتگو میں اپنی ذہانت کا ثبوت دیں گے۔ چنانچہ جب نائیجیریا میں پتہ چلا کہ عالمی شہرت کے باکسر محمد علی (کلے) آ رہے ہیں تو میں نے کچھ وقت نکالا اور اپنے اس شوق کو پورا کرنے کے لئے جہاں اس کھلاڑی نے ایئر پورٹ سے آ کر قیام کرنا تھا وہاں پہنچ گیا۔ یہ تھا اوبوٹے میٹا میں "مین لینڈ ہوٹل"۔ میں نے زندگی بھر بہت سے جلوس دیکھے ہیں۔ جب انڈو پاک میں سیاست کا زور تھا تو اس وقت خاص طور پر کانگریسی رہنماؤں کے جلوس دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا۔ بہت بڑے بڑے جلوس ہوتے تھے۔ اور بعض اوقات تو کسی لیڈر کو ہاتھی پر بٹھایا ہوتا تھا۔ جلوس نعرے لگاتا۔ ہاتھ فضا میں لہراتا اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر معلوم ہوتا لیکن جو جلوس میں نے محمد علی کلے کا دیکھا اس نے مجھے کتابوں میں لکھے ہوئے ان جلوسوں کی یاد دلا دی جو یونان میں کھلاڑیوں کے لئے نکلا کرتے تھے۔ محمد علی کلے ایک ٹرک میں کھڑے تھے۔ پانچ سات ان کے ساتھی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ٹرک نہایت آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور اس کے دونوں طرف ہجوم امڈا پڑتا تھا۔ اور ان سے مصافحہ کرنے کے لئے لوگ بیتاب تھے۔ وہاں میں نے لوگوں کو اس طرح ہاتھ پھیلاتے دیکھا اور اس والہانہ جذبے کے ساتھ ان کو خوش آمدید کہنے کا منظر پیش کیا کہ میں نے اس قسم کا جلوس پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس جلوس کو دیکھ کر ہی دل میں محبت کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔ اور کھیلوں کے اس عظیم انسان کی تعریف کرنے کو جی چاہتا تھا۔ جب محمد علی کلے اپنے ہوٹل میں آ گئے تو فوری طور پر ایک پریس کانفرنس بلائی گئی۔ انہیں دیکھنے اور ملنے سے پہلے تو یہ خیال تھا کہ وہ ایک کھلاڑی تو ضرور ہیں۔ لیکن مسلمان ہو جانے کے باوجود انہیں اسلام کے متعلق شاید اتنی واقفیت نہ ہو جتنی صحافیوں کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے ضروری تھی۔ میں نے پریس کانفرنسیں بھی بہت سی دیکھی ہیں لیکن جس روانی اور سلاست کے ساتھ میں نے محمد علی کلے کو سوالوں کے جواب دیتے ہوئے دیکھا۔ شاید ایسی پریس کانفرنس کبھی کسی سیاسی رہنما نے بھی نہیں منعقد کی ہوگی۔ ان پر سوالوں پر سوال کئے جا رہے تھے کہا جا سکتا ہے کہ سوالوں کی بوچھاڑ کی جا رہی تھی۔ اور وہ نہایت سلاست کے ساتھ اور شگفتگی کے ساتھ جواب دیتے چلے جاتے تھے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ جب وہ رنگ میں جاتے ہیں تو ان کے احساسات کیا ہوتے ہیں۔ کہنے لگے پہلے تو عیسائی تھا اور بڑے مارتے ہوئے رنگ میں جاتا تھا پھر مسلمان ہو گیا تو توجہ خدا کی طرف مبذول کر لی۔ ہر دفعہ رنگ میں جاتے ہوئے دعا کرنے لگا۔ باوجود اس کے کہ وہ اپنے آپ کو عظیم ترین کہتے تھے۔ ان کا یہ جذبہ کہ وہ رنگ میں جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اسے دعا کرتے تھے کہ اے خدا تو مجھے طاقت دے اور تو مجھے حوصلہ دے کہ میں اس میچ میں کامیاب ہو جاؤں۔ یہ بات نہایت قابل تعریف ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ وہ جب سوالوں کے جواب دیتے تو فقروں پر فقرے ایسے کہتے چلے جاتے کہ گویا نظم کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ انگریزی میں تو آجکل زیادہ تر بلینک ورس ہی کہی جاتی ہے لیکن جہاں تک اوزان کے مطابق شعر کہنے کا سوال ہے وہ بھی بالکل مفقود تو نہیں چنانچہ محمد علی کلے کی باتوں میں جو اشعار سامنے آتے تھے وہ باقاعدہ باوزن ہوتے تھے۔ گویا کہ انہیں زبان پر اتنا عبور تھا کہ جس طرح عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص تو زبان کا بادشاہ ہے۔ یا کہتے ہیں کہ الفاظ تو اس کے سامنے لونڈیوں کی طرح کھڑے رہتے ہیں۔ میں نے تقریباً یہی حال اس پریس کانفرنس میں دیکھا۔ کوئی ایسا سوال نہیں کیا گیا جس کا انہوں نے صحیح اور مناسب اور واضح جواب نہ دیا ہو ان سے اسلام کے متعلق کئی باتیں پوچھی گئیں۔ اسلام کی تعلیم کے متعلق سوال کئے گئے۔ خاص طور پر شادی کے سلسلے میں سوال کئے گئے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے نہایت مناسب جواب دئیے۔ اور لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ کہنا کہ لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا تو یہ میری اپنی حیرت تھی کہ جس کے اظہار کا بیان ہے کیونکہ میں ان کے متعلق جانتا تو بہت کچھ تھا لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے اسلام کا اتنا مطالعہ کیا ہے کہ صحافیوں کی طرف سے بوچھاڑ کی طرح آنے والے سوالوں کے نہایت مناسب جواب دے سکیں گے۔ اسی موقعہ پر میں نے انہیں قرآن کریم کی پیشکش کی جو انہوں نے نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ کھڑا کر کے مجھ سے قرآن مجید کا تحفہ وصول کیا اور اس وقت شکر گزاری کے اظہار کے لئے چند الفاظ بھی کہے۔ افسوس ہے کہ اس وقت وڈیو نہیں تھا۔ ورنہ ان کے وہ الفاظ یادگار کے طور پر قائم رہتے انہیں احمدیہ جماعت کا کچھ زیادہ علم تو نہیں تھا۔ لیکن وہ یہ جانتے تھے کہ امریکہ میں سیاہ فام قیدیوں میں سے کئی ایک کو احمدیہ جماعت کے افراد نے قید خانوں میں جا کر نماز سکھائی اور نہایت باکردار بنانے کے لئے ہر ممکن سعی کی میلکم ایکس جو سیاہ فام مسلمانوں کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر تھے۔ انہوں نے بھی مجھ سے اس بات کا ذکر کیا کہ جب وہ قید میں تھے تو احمدیوں نے آ کر انہیں نماز سکھائی تھی۔ اور بہت اچھی اچھی باتیں بتا کر ان کو ایک اچھے کردار کا انسان بنا دیا تھا۔

محمد علی کلے سے جب میں نے یہ بات سنی تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی کہ ہمارے لوگ خدا کے فضل سے لوگوں کو باکردار بنانے میں کتنا اچھا کردار ادا کرتے ہیں۔ بعد میں ایک دفعہ محمد علی کلے جرمنی گئے تو وہاں پر انہوں نے جماعت سے رابطہ پیدا کیا اور اسی رابطے کے نتیجے میں انہوں نے بیت احمدیہ میں جا کر جماعت کے ساتھ ایک نماز بھی ادا کی اس طرح نماز کی ادائیگی کی تصویر ہماری جماعت کے لٹریچر میں خاصی معروف ہے کیونکہ نہ صرف جرمنی کے اخبارات نے بلکہ ہمارے رسالہ جات میں بھی یہ تصویر کئی دفعہ شائع ہوئی ہے۔

نائیجیریا میں قیام تو ان کا زیادہ تھا اور وہ کئی شہروں میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ مختلف شہروں کی تنظیموں کے آپس میں اختلافات کی بنا پر محمد علی کلے نے نائیجیریا میں اپنے فن کا کوئی مظاہرہ نہ کیا اور وہ تھوڑی ہی دیر وہاں قیام کر کے واپس امریکہ چلے گئے۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ کھیلوں کے میدان میں جا کر کھیل دیکھنے کا نہ کبھی وقت ملا ہے نہ اس بات کا زیادہ شوق ہے لیکن چونکہ محمد علی کلے کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا۔ پھر ان کی پریس کانفرنس میں بھی شرکت کی اور انہوں نے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ ہماری طرف سے پیش کیا گیا قرآن کریم وصول کیا اس لئے اگر لیگوس میں وہ اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تو یقیناً جی چاہتا کہ ان کا کھیل دیکھا جائے اور کسی نہ کسی طرح اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے فرصت بھی نکال لی جاتی۔ لیکن چونکہ جلد ہی انہیں نائیجیریا چھوڑنا پڑا اور اپنے قیام کے دوران انہوں نے کہیں بھی اپنے فن کا مظاہرہ نہیں کیا اس لئے اس عظیم کھلاڑی کو کھیل کے میدان میں دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ سوائے اس کے کہ ٹی۔وی پر ان کے بعض میچ دیکھے۔ ٹی۔وی پر ان کی زندگی کے متعلق ایک فلم بھی دکھائی گئی تھی "یہ ہے تمہاری زندگی۔" اس میں ان کی سب سے زیادہ پسندیدہ ادا جو دل کو بھائی۔ وہ ان کا انکسار اور عجز تھا۔ جب ان کے متعلق یا ان کی بڑائی کے متعلق کوئی بات کی جاتی تھی تو نہایت اچھے انداز میں OH ! NO ' OH ! NO کہتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے آپ کو عظیم ترین کھلاڑی سمجھا کرتے تھے اور اس پر انہوں نے کتابیں بھی لکھی ہیں لیکن وہ حقیقتاً منکسر المزاج شخص ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاید اسی انکسار کی وجہ سے انہیں اتنا نوازا کہ وہ دنیا کے بہترین باکسر بن گئے۔ کچھ عرصہ سے ان کی صحت تسلی بخش نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ باکسنگ کی وجہ سے جو چوٹیں ان کے سر پر آئی تھیں ان کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم کھلاڑی کو صحت عطا کرے انہوں نے کئی دفعہ اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں اور غالباً انہوں نے ایسا کر بھی دیا ہوا ہے۔ شاید کسی وقت پاکستان بھی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس تصویر کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے یہ سب کچھ کہا ہے۔ اس کے متعلق ایک مزید خاص بات یہ ہے کہ قرآن کریم وصول کرتے ہوئے انہوں نے اس کتاب مقدس کو اس طرح کیمرے کے سامنے کیا کہ میں نے اور انہوں نے اسے پکڑا ہوا ہے اور اس کا سرورق جہاں قرآن مجید THE HOLY QURAN لکھا ہوا ہے وہ بالکل کیمرے کے سامنے ہے تاکہ یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ وہ کونسی کتاب لے رہے ہیں۔ غالباً کسی اور کتاب میں ان کی وہ دلچسپی نہ ہوتی جس کا انہوں نے قرآن کریم کے لئے اظہار کیا۔ یہ بھی ان کی نیکی اور بڑائی کی منہ بولتی دلیل ہے

نائیجیریا میں ایک باکسر کے جلوس سے یہ بات شروع کی تھی۔ اب ایک اور باکسر کے جلوس کا بھی ذکر ہو جائے احمدیہ سکول لیگوس میں ایک بچہ تعلیم حاصل کرتا تھا۔ لیکن تعلیم میں اس کی دلچسپی کم کم تھی۔ سکول کی عمارت کے قریب ہی ایک نلکا تھا جہاں سے لوگ پانی لینے آتے تھے۔ یہ بچہ اس نلکے پر جا کر بچوں سے دھینگا مشتی کرتا تھا اور اس دھینگا مشتی کو وہ مکہ بازی کہتا تھا۔ اس بچے کا نام تھا "ہاگن کڈ بیسی"

HOGAN KID BASSEY

اسی دھینگا مشتی سے اسے باکسنگ کا شوق پیدا ہوا۔ اور اس نے باکسنگ کی دنیا میں اتنا نام پیدا کیا کہ فیدر ویٹ کا عالمی چیمپئن بنا۔ جب فیدر ویٹ کا عالمی چیمپئن بن کر واپس آیا تو نائیجیریا کے ایک اخبار نے جس کا نام ڈیلی ٹائمز تھا۔ اور جس کی جڑیں انگلستان میں تھیں اس کے لئے ایک بہت بڑے جلوس کا انتظام کیا۔ لیگوس کے مرکز سے ائیرپورٹ کوئی چودہ میل کے قریب ہے انتظام یہ کیا گیا کہ یہ سارا چودہ میل کا فاصلہ ایک جلوس نظر آئے۔ چنانچہ جب وہ اس جلوس کے ساتھ لیگوس پہنچا تو ڈیلی ٹائمز نے شہر کے کچھ عمائدین کو ڈنر پر بلا کر اس سے ملاقات کا موقعہ دیا۔ خاکسار بھی اس موقعہ پر موجود تھا۔ مختلف دوستوں نے اس سے مختلف سوال کئے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ جیتنے کے لئے اس نے کیا داؤ سوچ رکھا تھا۔ ہاگن کڈ بیسی نے ایک نہایت مختصر سی تقریر میں اپنی باکسنگ کے میچ کی روداد سنائی اور اس میں سب سے زیادہ اہم بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں میچ کے شروع ہی سے اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ مجھے جیتنے کا کب موقعہ ملتا ہے۔ ایک لمحہ ایسا آیا کہ میرا دل اس یقین سے پُر ہو گیا کہ اگر میں نے اس لمحہ کو اپنی گرفت میں لے لیا تو جیت میری ہے چنانچہ میں لپکا اور حریف پر ایک ایسا مکا رسید کیا کہ یہ آخری مکا ثابت ہوا اور میں یہ میچ جیت گیا۔ اور اس کے نتیجے میں مجھے فیدر ویٹ کا عالمی چیمپئن قرار دے دیا گیا۔ اگرچہ یہ جلوس بھی نہایت دلچسپ تھا اور اس کی تقریر بھی دل موہ لینے والی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کا یہ بیان کہ میں موقعہ کی تلاش میں تھا۔ اور جب موقعہ میرے سامنے آیا تو میں نے بلا جھجک اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ایک ایسی بات تھی جو نہ صرف لوگوں کو تا دیر یاد رہنے والی تھی بلکہ ان کے دلوں میں یہ جذبہ یہ ارادہ پیدا کرنے میں ممد ثابت ہو سکتی تھی کہ زندگی کی دوڑ میں بھی یہی اصول ہے کہ موقعہ کا انتظار کیجئے اور جب موقعہ ہاتھ لگے تو اس طرح گرفت میں لیجئے کہ چھٹنے نہ پائے اور آپ کامیابی کے سہرے کے مستحق ہو جائیں۔ اس باکسر کا نام ہاگن کڈ بیسی تھا اور اس نے ابتدائی تعلیم احمدیہ سکول میں حاصل کی تھی! ابتدائی تعلیم کو اگر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ کلاس روم کی تعلیم بھی احمدیہ سکول سے حاصل کی اور وہ دھینگا مشتی جس نے اسے باکسر بنا دیا وہ بھی احمدیہ سکول کے قریب ہی کے ایک نلکے سے اسے میسر آئی۔

بقیہ: صہ ۳ سے آگے

"کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہودہ نہیں۔ اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں۔ پھر یہ سب کچھ اس میں کہاں سے آیا اور انہوں نے اس کے سبب سے ٹھوکر کھائی۔"

(متی باب ۱۳ آیت ۵۵، ۵۶)

جس طرح فریسیوں کے لئے یہ بات حیرت کا موجب تھی کہ یہ شخص جو ایک بڑھئی کا بیٹا ہے اور جس کی تمام بہنیں ہمارے ہاں بیاہی ہوئی ہیں۔ ہمیں وعظ اور نصیحت کرنے کے لئے آگیا ہے اسی طرح فرعون کے لئے بھی یہ بات حیرت کا موجب ہوئی کہ موسےٰ جسے اس کی ماں نے ہم سے ڈرتے ہوئے سمندر کی طوفانی موجوں میں پھینک دیا تھا۔ اور جسے بچا کر ہم نے اپنے گھروں میں رکھا اور اس کی پرورش کی وہی ہمارے ٹکڑے کھانے کے بعد آج (اللہ محفوظ رکھے) ایسا طوطا چشم نکلا ہے کہ میری طاقت اور عظمت کا اس نے ذرا بھی پاس نہیں کیا اور اس نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں اس کی غلامی اختیار کر لوں۔ فرعون اس وقت موسےٰ کی ابتدائی حالت اور اپنے موجودہ عروج کو دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ اس بات کو بھول گیا کہ بعض دفعہ ایک چھوٹا سا بیج بویا جاتا ہے لیکن بعد میں وہ نشوونما پاتے پاتے اتنا ترقی کر جاتا ہے کہ دنیا حیران ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ ایک چیز ابتداء میں نہایت اہم نظر آتی ہے لیکن اس کا انجام اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے کہ ایک چھوٹی سی بات کو اتنی اہمیت اور عظمت کیوں دے دی گئی تھی مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل قریباً ہم عمر تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ایسی حالت میں ہوئی کہ آپؐ کے والد آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اگر وہ زندہ بھی ہوتے تو پھر بھی وہ کوئی مالدار آدمی نہیں تھے۔ آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی امیر لوگوں میں سے نہ تھے۔ اور گو آپ آسودہ حال ضرور تھے۔ لیکن چونکہ آپ ایک سخی آدمی تھے اس لئے آخری عمر میں آپ کی دولت بہت کم ہو گئی تھی۔ پس اول تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان کوئی امیر خاندان نہیں تھا۔ دوسرے آپؐ خصوصیت سے غریبانہ حالت میں پیدا ہوئے۔ آپؐ کے والد آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ پس آپؐ کی پیدائش پر آپؐ کی والدہ نے کیا خوشی کی ہو گی۔ آپؐ کی والدہ کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔ لوگ تو دنیا کو دیکھتے ہیں۔ مال اور دولت کو دیکھتے ہیں جہاں روپیہ ہوتا ہے وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر آپؐ کی والدہ کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ شاید آپؐ کے قریبی رشتہ دار مبارکباد دینے کے لئے آ گئے ہوں۔ مگر دوسرے لوگوں نے آپؐ کی پیدائش کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ لیکن ابوجہل کا باپ مالدار تھا۔ جب وہ پیدا ہوا ہو گا۔ اس کے ماں باپ نے کتنی خوشیاں منائی ہوں گی ابوجہل کا نام ابوالحکم تھا۔ یعنی حکمتوں کا باپ۔ عقلمند، دانا، اور مدبر لیکن بعد میں اس نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کی اور حماقت کا اظہار کیا تو مسلمانوں نے اس کا نام ابوجہل رکھ دیا۔

ابوجہل کے ماں باپ چونکہ مالدار تھے۔ اس لئے جب وہ پیدا ہوا ہو گا۔ تو ہر شخص جس کی ضروریات ان سے وابستہ ہوں گی ان کے گھر پہنچا ہو گا اور اس کی پیدائش پر مبارکباد دی ہو گی اور کہا ہو گا ہمارا ملک کتنا ہی خوش قسمت ہے جس میں اس جیسا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے چہرہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اقبال کا ستارہ کتنا بلند ہے۔ غرض اس کی تعریف میں لوگوں نے ہزاروں مبالغے کئے ہوں گے۔ معلوم نہیں اس کی پیدائش پر کتنے اونٹ ذبح کر کے دعوتیں کی گئی ہوں گی۔ خوشی میں دفیں بجائی گئی ہوں گی۔ عورتوں نے گیت گائے ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر آپؐ کے گھر کے پاس سے گذرنے والے یہ خیال کرتے ہوں گے کہ ایک غریب کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جو خود بخود ختم ہو جائے گا۔ لیکن ابوجہل کی پیدائش پر اس کے گھر کے پاس سے گذرنے والے یہ سمجھتے ہوں گے کہ آج ایک رئیس پیدا ہوا ہے۔ نہ معلوم بڑا ہو کر یہ کیا کچھ کرے گا۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء بظاہر ایک ادنیٰ رنگ میں ہوئی لیکن انتہاء کیا ہوئی؟ وہی بچہ جس کو دائیاں لینے کے لئے تیار نہیں تھیں جس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی پیدائش پر مکہ والوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ جب فوت ہوا تو عرب کی تاریخ میں ہی نہیں ساری دنیا کی تاریخ میں ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا تھا۔ گویا آپؐ پر یہ الٰہی نوشتہ اپنی پوری شان کے ساتھ صادق آیا کہ

"وہ پتھر جسے معماروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔"

(مرقس باب ۱۲ آیت ۱۰
لوقا باب ۲۰ آیت ۱۷)

لجنہ کالم

سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کے لئے یہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ بہت سے ماں باپ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو۔ لیکن وہ اپنا نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک کام سے جو انہوں نے کیا ہوتا ہے مگر بچے سے اس کو چھپانے کے لئے (کیونکہ اس کا چھپانا بچے کے حق میں مفید ہوتا ہے) وہ انکار کر دیتے ہیں۔ یا اگر بالکل صاف انکار نہیں کرتے تو ٹال مٹول یا ہیر پھیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ تا بچے کا خیال اس کی طرف سے بدل جائے۔ لیکن بچے کا ذہن خدا نے ایسا بنایا ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہوشیار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ترقی کر رہا ہوتا ہے۔ اور اپنا علم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر بات کی زیادہ چھان بین اور جستجو کرتا ہے۔ اور بات کو فوراً تاڑ جاتا ہے۔ ماں باپ تو یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ اس سے اس بات کو چھپا رہے ہیں۔ اگر نہ چھپائیں تو اس کا نقصان ہوگا۔ لیکن ان کی اس روش سے وہ یہ سبق حاصل کر رہا ہوتا ہے کہ ایک کام کر کے پھر اس سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے۔ یا اس کو ادھر اُدھر کی باتوں سے چھپایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ ماں باپ نے ایسا کام کیا تو ضرور ہے مگر اب وہ اسے چھپا رہے ہیں۔

بچوں کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ کسی بات کو تاڑ نہیں سکتے۔ یا کوئی بات ان کے ذہن سے اتاری جا سکتی ہے۔ وہ جس طرح جھٹ کسی بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں اسی طرح ہر بات جو ان کے سامنے کی جائے۔ اسے سمجھ جاتے ہیں۔ میں نے ایک تماشہ گر کی کتاب پڑھی ہے۔ جو کہ بہت بڑے تماشہ گروں میں سے ہے وہ خود تماشے کرتا اور بڑے بڑے تماشوں کا موجد ہے۔ وہ اپنی کتاب میں اپنے تجربے کی بناء پر لکھتا ہے۔ "میں نے اپنے کام میں سب سے زیادہ خطرناک بچوں کو پایا ہے۔ بڑے بڑے پروفیسروں، سائنس دانوں اور عقل مندوں کے سامنے میں نے تماشے کئے مگر مجھے کبھی ذرا گھبراہٹ نہیں پیدا ہوئی۔ لیکن میں بچوں کے سامنے تماشہ کرنے سے ہمیشہ گھبراتا ہوں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بچوں نے میری چوری پکڑ لی۔ اور اس وجہ سے مجھے اپنے تماشہ میں ناکام ہونا پڑا ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ لکھتا ہے کہ بچہ چونکہ خالی الذہن ہوتا ہے اس نے اپنے دل میں کوئی رائے نہیں قائم کی ہوتی۔ وہ اس عمر میں سیکھ رہا ہوتا ہے اور اپنے علم کو کامل کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی نگاہ معمولی معمولی باتوں پر بھی پڑتی ہے۔ جس سے راز افشا ہو جاتا ہے۔ لیکن بڑے آدمی جب تماشے کو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتیں ہم سیکھ چکے ہیں۔ ان کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں اس لئے ان کا ذہن بڑی بڑی باتوں کی طرف جاتا ہے اور ہمارا کھیل ان کے سامنے بہت کامیاب ہوتا ہے۔ بچے نے چونکہ یہ رائے نہیں قائم کی ہوتی وہ بہت سادگی سے ہماری معمولی معمولی حرکات پر غور کرتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ بچوں نے ہمارا خیال خراب کر دیا" بڑا ہوشیار اور تجربہ کار تماشہ کرنے والا میں اس کو قرار دونگا جس کا بھید بچے دریافت نہ کر سکیں۔ غرض بچوں کے ذہن نہایت ہی حساس ہوتے ہیں اور ان سے کوئی چیز چھپانی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جن حالات اور جن وجوہات کی بناء پر ماں باپ بچے سے کوئی چیز چھپا رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ اس طرح ہم نے بچے سے اس چیز کو چھپا لیا۔ ورنہ بچے کو اس سے نقصان پہنچتا۔ مگر وہ ایک نقصان سے بچا کر بچے کو دوسرا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ خواہ والدین کے نزدیک حالات کچھ ہی ہوں۔ چونکہ بچے کی نگاہ ان حالات پر نہیں پڑتی اس لئے وہ ماں باپ کی اس کارروائی سے یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی چیز کے چھپانے کے لئے اس طرح جھوٹ بھی بولا جاتا ہے۔ کیونکہ جس وقت ماں باپ ایک کام کر کے بچے کے سامنے اس سے انکار کرتے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کو چھپانا چاہتے ہیں۔ تو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اور چونکہ بچہ حساس اور ذکی ہوتا ہے اور ماں باپ کا ایک اعلیٰ درجہ کا شاگرد ہوتا ہے۔ اس لئے وہ یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی وقت اگر ضرورت پیش آئے اور وہ بھی ایک چیز چھپانے کے لئے اپنا طریق بدل ڈالے تو حرج نہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ میرے ماں باپ ایسا ہی کرتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ سے آگے

کے اپنی عزت وجبروت کے اپنے علم و معرفت کے تو پھر کبھی کبھی اعمالِ بد کا نتیجہ یہ ہو جاتا ہے کہ غضب آجاتا ہے۔ وہ اپنی آسودگی کو اپنی تدابیر کا نتیجہ سمجھ کر انہی تدابیر کو معبود بنالیتا ہے اور برے عملوں میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے دعا سکھائی گئی کہ (جن پر نہ تو تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان پر جو گمراہ ہوئے) میں منعم علیہ بن کر تیرا مغضوب یا نہ بنوں۔ مغضوب کے دو علامات ہیں ۱۔ علم ہو عمل نہ کرے۔ ۲۔ کسی سے بے جا عداوت رکھے۔ ضالین وہ بھولا بھٹکا انسان جو کسی سے بے جا محبت کرے اور سچے علوم سے بے خبر ہو۔ پس انسان کو چاہیئے یہ دعا کرے۔ اپنا منعم علیہ بنالے مگر ان انعام کئے گیوں سے کہ جن پر تیرا نہ غضب کیا گیا ہو۔ نہ وہ بھولے بھٹکے۔ قرآن کی انتہا دعا پر ہے۔ (تو کہہ کہ میں مخلوقات کے رب سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں) اوّل البشر آدمؑ نے بھی دعا کی (اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا) ہمارے نبی کا آخری کلام بھی دعا ہی ہے (اے میرے اللہ مجھے اپنے بلند شان والے رفیق سے ملا دے) جو لوگ دعا کے ہتھیار سے کام نہیں لیتے۔ وہ بدقسمت ہیں۔"

(خطبہ عیدالاضحی فرمودہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۶۲ میں مسعود احمد ولد محمد یوسف قوم راجپوت کھوکھر پیشہ تجارت عمر ۵۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 1726 بلدیہ ٹاؤن کراچی ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۔۴۔۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین ۱/۲ ۱ ایکڑ واقع دھیر کے ضلع گجرات مالیتی ۴۰،۰۰۰ روپے۔ (۲) سرمایہ دکان پچاس ہزار روپے۔ (۳) پلاٹ نمبر 919/8 برقبہ ۸۰ مربع گز کراچی ۳۰،۰۰۰/- روپے (۴) پلاٹ برقبہ ۱۱ مرلہ واقع دارالعلوم ربوہ۔ ۷۰،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں اور مبلغ ۱۵۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ پاک فوج کے سابق سربراہ جنرل اسلم بیگ نے کہا ہے کہ اگر ملک میں قانون کی بالادستی قائم نہ کی گئی اور حق دار کو اس کا حق نہ ملا تو یہاں کالے قانون کا راج قائم ہو جائے گا۔ وہ بدھ کے روز لاہور میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی دعوت پر ضلع کچہری میں وکلاء سے خطاب کر رہے تھے۔ جنرل اسلم بیگ کی تقریر ججوں اور مجسٹریٹوں نے بھی سنی۔ انہوں نے "فرینڈز" کے نام سے قائم کردہ اپنے ادارہ کے بارہ میں بتایا کہ اس فورم کے ذریعہ برائیوں کی نشاندھی کی جائے گی۔ تاکہ سیاسی اور جمہوری نظام کو آگے بڑھایا جا سکے۔

○ سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کو کل پولیس نے اسلام آباد ائیرپورٹ پر حراست میں لے کر لاہور پہنچا دیا وہ اپنی انجمن کی ایک ریلی میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

○ بدھ کے روز اسلام آباد میں ہونے والی کل پنجاب سپاہ صحابہ ریلی منعقد نہ ہو سکی۔ پولیس کے لاٹھی چارج سے متعدد طلبہ زخمی ہو گئے۔ مختلف شہروں سے آنے والے قافلوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ عہدیداروں کو مذاکرات کے بہانے نظر بند کر دیا گیا۔

○ ایک رپورٹ کے مطابق ریلوے کا محکمہ شدید مالی بحران کا شکار ہو گیا ہے ۵۰ فیصد سے زائد انجن، ٹریک اور ائیر کنڈیشنڈ کوچز کے علاوہ ۷ ہزار سے زائد پل اپنی مدت پوری کر چکے ہیں۔ عام طور پر محفوظ ترین اور آرام دہ سفر کا ذریعہ سمجھا جانے والا یہ ادارہ اب اپنا اعتماد کھو چکا ہے۔ اور ریل کا سفر غیر محفوظ اور تکلیف دہ ہو گیا ہے۔

○ وزیراعظم نے مانسہرہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ہر بچہ غیر ملکی قرضوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہے۔ ہم قوم کو ان قرضوں سے نجات دلائیں گے۔ انہوں نے شکایت کی کہ اپوزیشن عام آدمی کی مشکلات میں اضافے کی کوششیں کر رہی ہے۔

○ ایک جائزہ رپورٹ کے مطابق جماعت اسلامی کے ۲۹۵ عہدیدار ایک ہزار سے ۵ ہزار روپے ماہانہ تک تنخواہ لیتے ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ صرف ۱۶ کلرکوں کو اور پیپلز پارٹی ۱۰ افراد کو ماہانہ معاوضہ ادا کرتی ہے۔

○ عوامی نیشنل پارٹی سے تعلق رکھنے والے سرحد کے صوبائی وزیر فرید طوفان خان نے کہا ہے کہ جب تک باچاخان کا ایک سپاہی بھی زندہ ہے کالا باغ ڈیم نہیں بن سکتا۔ سرحد اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعہ کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کو مسترد کر دیا۔

○ ٹنڈو جام شہر میں پچاس ڈاکوؤں نے اندھادھند فائرنگ کر کے تین افراد کو اغواء کر لیا۔ ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں نے چرس پی رکھی تھی۔ چنانچہ وہ جان بچانے کے لئے جھاڑیوں میں چھپ گئے۔

○ اوکاڑہ پولیس نے پل دہاڑی کے قریب ڈاکوؤں کے ایک بین الصوبائی گروہ کے آٹھ ارکان کو گرفتار کر لیا۔ ان پر سندھ اور پنجاب میں ۶۹ ڈاکے ڈالنے اور تین افراد کو قتل کرنے کا الزام ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ایس ایم زبیر نے اس بات کا سخت نوٹس لیا ہے کہ پولیس کسی جرم یا مقدمہ کے بغیر بھیڑ بکریوں کی طرح شہریوں کو پکڑ کر غیر قانونی طور پر بند کر دیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس والے چوریوں اور ڈکیتیوں کا برآمد ہونے والا مال خود کھا جاتے ہیں۔ ان کے سارے کام ہی ناجائز ہوتے ہیں۔

○ وزیراعظم نے گلوکار اخلاق احمد کے سرکاری خرچ پر بیرون ملک علاج کے بندوبست کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اخلاق احمد عرصہ سے کینسر میں مبتلاء ہیں۔

○ ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والے ارکان سندھ اسمبلی نے اپنے ساتھی رکن اسمبلی حافظ اسامہ قادری پر قاتلانہ حملے کی ذمہ دار جماعت اسلامی کی تنظیم "تھنڈر سکواڈ" کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جماعت اسلامی کے رہنما پیپلز پارٹی کے تعاون سے ہمارے ارکان پر حملے کروا رہے ہیں۔

○ باغبانپورہ لاہور میں کھلے گٹر میں ۳ سالہ بچے کے گر کر ہلاک ہونے پر وزیراعظم نے ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف خصوصی عدالت میں مقدمہ چلانے کا حکم دیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ ملائیشیا کے وزیراعظم نے دولت مشترکہ کے ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ امداد اور قرضوں کے سلسلہ میں عالمی بینک کی شرائط مسترد کر دیں۔

○ کروشیا کی پارلیمنٹ نے یوگوسلاویہ کے وفاق سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بی بی سی کی اطلاع کے مطابق کروشیا کی حکومت اور یوگوسلاویہ کی فوج نے جنگ بندی کے ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔

○ برطانیہ کی ملکہ الیزبتھ ایک ہفتہ کے دورہ پر نمیبیا پہنچ گئی ہیں۔ یہاں سے وہ ہرارے جائیں گی اور دولت مشترکہ کے اجلاس میں شریک ہونگی۔

○ امریکی وزیر خارجہ جیمز بیکر اس ہفتہ کے آخر میں پھر مشرق وسطی کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ ان کے دورہ کا مقصد امن کانفرنس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہے۔

○ عراق نے الزام لگایا ہے کہ اسرائیلی جنگی طیاروں نے اس کی حدود کی خلاف ورزی کی ہے۔ امریکہ نے بھی اس کارروائی کی مذمت کی ہے۔

○ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی ایک رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ امریکہ میں گزشتہ چند سالوں کے دوران ۱۵ سے ۱۷ سال کے ۹۰ نوعمر لڑکوں کو مختلف جرموں کے ارتکاب پر سزائے موت دی گئی ہے۔

بقیہ صفحہ ۷ سے آگے

حاوی ہو گئے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مسعود احمد کھوکھر ۱۷۲۶ ہلدیہ ٹاؤن کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مجید احمد بھٹی وصیت نمبر ۱۶۰۵۸۔ گواہ شد نمبر ۲۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی۔

خوشخبری

احباب کی سہولت کے پیش نظر ہم نے خالص دودھ کی ہر وقت فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ قیمت ۶ روپے فی کلو۔ **گلشن بیکرز**

نزد ایوان محمود ربوہ

کوٹھی برائے فروخت

بالکل نئی کوٹھی برائے فروخت
۱۴/۱۱، دارالصدر جنوبی
رابطہ ◁ ڈاکٹر عبد الرؤف
فون ربوہ ۷۵۷۔ بورے والا ۳۵۲

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدرٹنکچرز۔ پوٹینسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

فون

کیور یوہ میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** رجسٹرڈ ربوہ ۶۰۶، ۷۷۱